نو آبادیاتی دور سے لے کر آج تک

امریکی سوسائٹی

ادب ، شاعری ، مذہبیات ، سیاسیات اور اقتصادیات وغیرہ
کے آئینے میں

تالیف

کینتھ ، ایس ، لن

ترجمہ

ناصر کاظمی

○

اردو مرکز ٭ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طبع اول : ۱۹۶۶ع

طابع : ظہیرالدین احمد

مطبع : جدید اردو ٹائپ پریس، لاہور

تعداد : مجلد ۱۰۰۰
غیر مجلد ۲۰۰۰

○

صدر دفتر

اردو اکیڈمی سندھ

کراچی

فہرست مضامین

۱- پہاڑی پر ایک شہر، ۱
۲- ریاست ہائے متحدہ کے ارتقا کی روش، ۶۲
۳- گردش مدام، ۱۱۹
۴- آغاز نو، ۱۸۵
۵- یقین اور گمان، ۲۷۵
۶- عصر حاضر کے تجربات کا تنوع، ۳۳۵

پیش لفظ

۱۹۶۱ء کے موسم خزاں میں ہارورڈ یونیورسٹی کو برازیل سے آنے والے طالب علم رہنماؤں کے لیے ایک مطالعاتی پروگرام مرتب کرنے [illegible] کہا گیا جو ساؤ پالو (Sao Paulo) کی کاچرل یونین اور شعبۂ مملکت کے لیے ریاست ہائے امریکہ بھیجے گئے تھے - چنانچہ ہارورڈ میں جنوبی امریکہ کے شعبۂ تدریس نے کیمبرج میں ان طالب علموں کے دس روزہ قیام کے دوران کام کرنے کے لیے ہم چار افراد کو منتخب کیا جو امریکی درس و تدریس میں ماہر تھے -

پروگرام کی تیاری کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ پرتگالی زبان تو کیا انگریزی زبان میں بھی کوئی موزوں درسی کتاب موجود نہیں - البتہ چند درسی کتابیں ضرور تھیں جو کالجوں کے معیار نصاب کے مطابق مرتب کی گئی تھیں اور جن کے قاری سے یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ پہلے سے اس موضوع سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا ہو - یوں تو ہمیں برازیلی طلباء کی ذہانت سے پوری توقع تھی کہ وہ برازیل کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہوں گے مگر پھر بھی ہمیں فرض کرلینا پڑا کہ ان کتابوں سے انہیں شاید کچھ بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ نے کس طرح ترقی کی، ان کا کاچر کیا تھا اور ان کا اقتصادی اور جمہوری نظام کس طرح چل رہا ہے - ان کی ضروریات کے پیش نظر ہم نے یہ محسوس کیا کہ از سر نو چار نئی کتابیں مرتب کرنی چاہئیں جو ابتدائی مطالعے کے لیے مخصوص ہوں -

برازیلی طلبا کے یہاں پہنچنے تک یہ کتابیں تیار نہ ہو سکیں چنانچہ ہم چاروں نے سردست چند ایک تحریریں ان کے حوالے کر دیں - نیز ہم نے ان کے ساتھ مفصل باتیں کیں اور ان کے سوالوں کے جوابات دینے کی کوشش کی اور دریافت کیا کہ امریکہ سے متعلق کون کون سی باتیں ان کے لیے باعث دلچسپی ہیں اور اس سلسلے میں ان کی الجھنیں کیا ہیں -

ہم ابھی تک یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری تعلیمات کا ان پر کیا اثر ہوا ان میں سے ایسے طلباء جو امریکہ کے بارے میں مخالفانہ رویہ

رکھنے ہوئے ان سے ہم نے کسی قسم کی بحث نہیں کی' کیونکہ ہماری بڑی خواہش تو یہ تھی کہ وہ امریکہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات کا خزانہ لے کر گھر لوٹیں۔ اسی لیے ہم نے کسی بات کے سلسلے میں تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ہمارے خیال میں ہم اس حد تک ضرور کامیاب ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ کسی موقع پر بھی یہ چاروں کتابیں اپنے تعارف کے ساتھ دوسروں کو بھی اسی نہج کا کام کرنے کی ترغیب دیں گی۔

اس نوعیت کی دوسری کتابوں کی طرح یہ کتابیں بھی ایسے قارئین کے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہیں جن کا اس میدان میں کوئی خاص مطالعہ نہیں۔ انہیں مرتب کرتے وقت غیر ملکی قارئین کو ذہن میں رکھا گیا ہے تاکہ یہ ایک ایسا پس منظر فراہم کرسکیں جو غیر ملکیوں کے ساتھ ساتھ اس موضوع کے ماہرین کے لیے بھی باعث دلچسپی ہو۔ ان کتابوں کو پڑھ کر غیر ملکی قارئین کے ذہن پر امریکہ کا صحیح خاکہ مرتب ہو جاتا ہے' نیز امریکی باشندے بھی امریکہ کی حقیقی تصویر کا تصور کرسکتے ہیں۔

پروفیسر کینتھ لن کی تصنیف ان کی مذکورہ بالا چاروں تصانیف میں حقائق کے اعتبار سے شاید سب سے بہتر کتاب ہے۔ کینتھ لن ہارورڈ یونیورسٹی میں امریکی ادب کے پروفیسر ہیں۔ وہ امریکی مزاح نگاری اور امریکہ کی کامیابی ایسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں ایسی تمام تحریروں کو یکجا کر دیا ہے جو گذشتہ تین صدیوں کی قومی تاریخ پیش کرتی ہیں۔ اس کتاب کی محض فہرست مضامین ہی کو ایک نظر دیکھ کر شاید کسی صاحب کو یہ گمان گذرے کہ یہ تو صرف عہد ماضی کے اوراق پریشاں ہیں لیکن جب وہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں گے تو انہیں حیرت ہوگی کہ یہاں مختلف تحریروں کے ٹکڑوں کو یکجا کر کے ایک ایسا حیران کن' صاف اور شفاف آئینہ وضع کیا گیا ہے جس میں ماضی ہی کا امریکہ نہیں بلکہ آج کے امریکہ کی جھلکیاں بھی صاف دکھا' دیتی ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اہل امریکہ اپنے کن کن کارناموں پر فخر کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کون کون سی چیزوں کی کمی کا انہیں شدید احساس ہونا چاہیے جنہیں وہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ناکام رہے ہیں اس اعتبار سے یہ کتاب حقیقی معنوں میں امریکی قوم کے بلند پایہ ادب کی سچی تصویر ہے۔

(آرنسٹ - آر - مے)

تعارف

کینتھ ، ایس ، لِن

ہم کون ہیں اور ہم کیا ہیں' یہ مسئلہ شروع ہی سے امریکی باشندوں کے لیے درد سر بنا رہا ہے ۔ للہذا قومی کردار کو متعارف کرانے کے سلسلے میں کوئی نیا قدم اٹھانے سے پہلے یہ بات خصوصیت کے ساتھ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اس نوعیت کا کام اس سے پہلے بھی ہزاروں مرتبہ کیا جا چکا ہے ۔ اپنے تہذیبی وجود کے آغاز ہی سے روئے زمین پر ہمیں وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ اپنے آپ کو جاننے کے متلاشی رہے ہیں ۔

پلائی ماؤتھ کے سیاح اور میسا چوسٹس کے پیوریٹن باشندے ہمیشہ احتساب ذات میں مشغول رہتے تھے کہ مبادا شمالی امریکہ کے ویرانوں میں ایک عظیم عبادت گاہ دریافت کرنے کی دھن انہیں رضائے الٰہی سے غافل نہ کر دے ۔ سیموئل ، سی ، وال جیسے صاحب نظر اپنے شہری روزنامچوں میں روزمرہ کے واقعات کا تجزیہ اس فراست ، قابلیت اور استقلال سے کرتے تھے جس طرح تحلیل نفسی کا کوئی ماہر اپنے مریض کی نفسیاتی بیماری کا تجزیہ کرتا ہے [ویسے بیسویں صدی کے ریاست ہائے متحدہ میں فرائڈ کے نظریات کی آؤ بھگت کوئی تعجب خیز بات نہیں کیونکہ انسانی رویے کی علامتی توجیح ہمیں اپنی قدیم تاریخ میں بھی نظر آتی ہے] اِس کے علاوہ تھامس شیپرڈ اور کاٹن ماتھر جیسے خودشناس پیوریٹن رہنماؤں نے آسمانی شہر کے بعد میں آنے والے زائرین کی رہنمائی کے علاوہ اپنی ذات کی آگہی میں اضافہ کرنے کے لیے اپنی سوانح حیات اور نیو انگلینڈ کی تاریخ قلمبند کی ۔ اور لادینیت کے پردے میں چھپے ہوئے انہی محرکات نے لادینیت کا لبادہ اوڑھ کر امریکی رہنماؤں سے اُن کی سوانح عمریاں لکھوائی ہیں ۔

مثال کے طور پر بینجمن فرینکلن اِس بات پر یقین کامل رکھتا تھا کہ اپنی اولاد کی خود اعتمادی میں اضافہ کرنا اپنے عجز کا اعتراف کرنا ہے ۔ اور اس کا خیال تھا کہ اُس کی خود نوشتہ سوانح عمری اُس کے پیارے بیٹے کو دنیا میں آگے بڑھنے کے گر بتائے گی ۔ چنانچہ بہت سے خود گر لوگوں نے فرینکلن کی قائم کی ہوئی اِس ادبی روایت پر عمل کیا ہے اور یوں "کامیابی کی کہانی"

امریکی ادب کی ایک مستقل صنف بن کر رہ گئی ہے - اس روحانی ریاضت کی داستانیں نادار لڑکوں کے دولت مند ہو جانے کی تاریخ بن گئی ہیں اور مذہبی نظریہ پرستی سے لے کر احمقانہ مادیت پرستی تک ہمیں ایک بار بار ابھرنے والا امریکی طرز عمل نظر آتا ہے - آج کل ہماری بلند ترین خواہشات ایک نہایت مضر قسم کی خود پرستی کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں اور خدا کی ذات یا امریکہ کی عظمت یا کسی عظیم قومی جد و جہد پر ہمارا ایمان کمزور ہو گیا ہے - ولیم جیمز کے مشہور مقولے کے مطابق ہم "کامیابی" کی شریر دیوی (Bitch goddess) کے قدموں پر جھک گئے ہیں - لیکن یہ امر کہ جیمز یہ ذہانت آمیز اور پر گداز جملہ تخلیق کر سکا، خود اپنی جگہ اُس جاندار اور ناقابل تسخیر امریکی روایت کی تصدیق کرتا ہے جو مادیت پرستانہ نظام اخلاق کو قومی روح کا زوال سمجھ کر نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے -

کامیابی کی اِن تمام حکایتوں کے ہوتے ہوئے ہنری ایڈمز کی تصنیف "Education of Henry Adams" امریکہ کی مشہور ترین خود نوشتہ سوانح حیات ہے جس میں کاٹن ماتھر کی کتاب سے کہیں زیادہ ملک کی روحانی نجات پر زور دیا گیا ہے - اور ہنری ایڈمز نے اپنی زندگی کی مسلسل ناکامیوں کے تذکرے کرکے "کامیابی کی حکایات" کا دانستہ طور پر خاکہ اُڑایا ہے - جس طرح پیوریٹن مصنفین کی خود نوشتہ سوانح عمریوں میں ادائے فرض پر بہت زور دیا گیا ہے اور ایک ایسی آخرت پرستی کا اظہار ہے جو بعد میں خود ہی اپنی تباہی کا باعث بنی - [جسمانی مشقت سے خدا کی عبادت یا کم از کم خدائے زر کی پرستش تو ہو ہی جاتی تھی] اسی طرح ہنری ایڈمز، مارک ٹوین، سنکلیئر، لیوئس، تھورسٹین و یبلن اور کئی دوسرے امریکی مصنفوں کی دنیا دارانہ قسم کی تصنیفات امریکہ کے تاجرانہ طرز زندگی کے خلاف ایک شدید احتجاج کی حیثیت رکھتی ہیں -

ایڈمز کی تصنیف "ایجوکیشن" ایک بے مثال ادبی دستاویز ہے، جب کہ امریکی کردار کا مطالعہ کرنے کے لیے بینجمن فرینکلن کی خود نوشت داستان حیات بہت مفید ہے - اور غالباً یہ امریکہ پر لکھی گئی تصنیفات میں نمایاں ترین مقام رکھتی ہے - فرینکلن کے برطانوی معاصر لارڈ چسٹر فیلڈ نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کی تھیں اگر ہم اُن کا مقابلہ اُن نصیحتوں سے کریں جو فرینکلن نے اپنے بیٹے کو کیں تو ان نصیحتوں کا تفاوت دو مختلف انگریزی دان تہذیبوں کا فرق واضح کر دے گا -